از عدالتِ عظمیٰ

سٹیٹ آف بہار

بنام

کمار پرمود نارائن سنگھ ودیگران

تاریخ فیصلہ: اپریل، 1997

[کے راما سوامی اور ڈی پی وادھوا، جسٹس صاحبان]

قانونِ ملازمت:

بھرتی-درجہ III کے عہدے-بہار اسٹیٹ سلیکشن سروس بورڈ-کوئی میرٹ لسٹ تیار نہیں کی گئی-نوکری کے لیے درکار تعلیمی قابلیت اور بعض صورتوں میں اس وقت دستیاب تنخواہ کے پیمانے کی بنیاد پر کیا گیا انتخاب-قرار پایا کہ: منتخب امیدواروں کی فراہمی اور تعیناتی کے حوالے سے سفارشات غیر قانونی ہیں-حکومت کے لیے امیدواروں کے اختیارات کو قبول کرنا اور اس عہدے پر تعیناتی کرنا لازمی نہیں ہے-آپشن مانگنا صوابدیدی ہے اور حکومت اس بنیاد پر امیدواروں کا انتخاب کرنے کی پابند نہیں ہے-یہ ہدایت صرف ان معاملات پر لاگو ہوگی جہاں تقرریاں حتمی نہیں ہوئی ہیں۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 1607، سال 1987۔

پٹنہ عدالت عالیہ کے نمبر 3408، سال C.W.J.C1984 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے (آر پی سنگھ) کے لیے اکھلیش پانڈے۔

جواب دہندگان کے لیے ٹی سی رے اور ڈیبا پرساد مکھرجی۔

مس ابھا جین، (غیر حاضر)، اے شاران برائے فریقِ مداخلت کنندہ کے لیے۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

نفاذ کی درخواست مسترد کر دی جاتی ہے۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل پٹنہ عدالت عالیہ کے ایک فاضل سنگل جج کے فیصلے سے پیدا ہوتی ہے، جو 17 فروری 1986 کو دیا گیا تھا۔

اس اپیل کو نمٹانے کے لیے چند تسلیم شدہ حقائق کافی ہیں۔ ریاست بہار میں کئی زمروں میں درجہ III کے عہدوں پر بھرتی کا اشتہار بہار اسٹیٹ سلیکشن سروس بورڈ نے دیا تھا۔ بڑی تعداد میں امیدواروں نے انتخاب کے لیے درخواست دی۔ مجموعی طور پر 1005 آسامیاں تھیں؛ ابتدائی طور پر 978 اور بعد میں 127 آسامیاں شامل کی گئیں۔ 7 زمروں کی آسامیوں کے لیے کامرس، سائنس، معاشیات اور ریاضیات کے ساتھ گریجویشن کی خصوصی تعلیمی قابلیت مقرر کی گئی ہے۔ 3 زمروں کی آسامیوں کے لیے صرف عمومی تعلیمی قابلیت مقرر کی گئی ہے۔ سب کے پاس کم از کم تعلیمی قابلیت کے طور پر گریجویشن کی ڈگری ہونی ضروری ہے۔ امیدواروں کے انتخاب سے پہلے، کچھ عہدوں کے تنخواہ کے ڈھانچے میں زبردست تبدیلی آئی۔ اشتہار سے پہلے زیادہ تنخواہ والی کچھ آسامیاں کم تنخواہ کے ساتھ نچلے درجے کی تھیں جبکہ تنخواہ کمیشن کی سفارشات کی وجہ سے کچھ آسامیوں میں اضافہ کیا گیا تھا۔ جو بھی ہو، جب انتخاب کیا گیا تھا اور منتخب امیدواروں کی تقرری طلب کی گئی تھی، اس سلسلے میں دائر بیان حلفی کے مطابق، 30 جولائی 1987 کو دی گئی ہدایت پر، حکومت نے دعوی کیا کہ "بورڈ نے اس وقت کی دستیابی کے مطابق مختلف عہدوں کے لیے امیدواروں پر غور کیا اور تنخواہ کے پیمانے، ملازمت کے تقاضوں کی تعلیمی قابلیت کی بنیاد پر امیدواروں کی سختی سے سفارش کی۔" عدالت عالیہ نے اس بنیاد پر پیش قدمی کی کہ کوئی میرٹ لسٹ تیار نہیں کی گئی تھی اور جن امیدواروں میں مخصوص ملازمت یا استحقاق کی اہلیت تھی ان پر تعیناتی کے لیے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ آپشنز طلب نہیں کیے گئے تھے۔ لہذا میرٹ لسٹ تیار کیے بغیر اور آپشن طلب کیے بغیر امیدواروں کا انتخاب اور تعیناتی من مانی ہے، جو آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی ہے۔

اس لیے سوال یہ ہے کہ کیا عدالت عالیہ کا نظریہ قانونی طور پر درست ہے؟ جب اپیل کنندہ کے قابل وکیل سے کہا گیا کہ وہ ہمارے سامنے میرٹ لسٹ پیش کریں تاکہ اس سلسلے میں دائر بیان حلفی میں لیے گئے موقف کو ثابت کیا جا سکے، تو قابل وکیل ہمارے سامنے میرٹ لسٹ پیش کرنے سے قاصر ہے سوائے اخبار میں اس اشاعت کے کہ امیدواروں کا انتخاب قابلیت کی بنیاد پر کیا گیا تھا۔ عدالت عالیہ کی طرف سے درج کردہ اس نتیجے کے پیش نظر کہ کوئی میرٹ لسٹ تیار نہیں کی گئی تھی اور موقع دیے جانے کے باوجود حکومت یہ ثابت کرنے میں ناکام رہی کہ حقیقت میں قابلیت

لسٹ تیار کی گئی تھی، ہمیں بیان حلفی میں کیے گئے دعووں کو قبول کرنا مشکل لگتا ہے۔ ان حالات میں ہم اس بنیاد پر آگے بڑھتے ہیں کہ میرٹ لسٹ تیار نہیں کی گئی ہے اور انتخاب نوکری کے لیے درکار تعلیمی قابلیت کی بنیاد پر اور کچھ محکموں میں اس وقت دستیاب تنخواہ کے پیمانے کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ اس صورت حال میں، سوال پیدا ہوتا ہے: کیا امیدواروں کی تعیناتی قانونی طور پر درست ہے؟ جب سروس کمیشن یا بورڈ امیدواروں کا انتخاب کرتا ہے، تو عام معیار یہ ہوتا ہے کہ منتخب امیدواروں کی فہرست ان کی اہلیت کے مطابق تیار کی جائے اور پھر حکومت کو اس عہدے پر تعیناتی کے لیے سفارش کی جائے جس کے لیے اشتہار دیا گیا ہو۔ اس سلسلے میں، ایگزیکٹو کے لیے یہ ہمیشہ کھلا ہے کہ وہ منتخب امیدواروں کو خدمات کے مخصوص زمروں میں اہلیت کی ترتیب میں فراہم کرے جو روسٹر اور ریزرویشن کے طریقہ کار اور درخواست کے مطابق تیار اور تجویز کردہ ہو اور اس کی بنیاد پر متعلقہ محکموں میں تقرری کی جائے۔ یقیناً یہ اس عہدے کے لیے مقرر کردہ قابلیت کی تکمیل سے مشروط ہوگا۔ چونکہ حکومت نے ہمیں مطمئن نہیں کیا ہے کہ اس دلیل کو اپنایا ہے، اس لیے منتخب امیدواروں کی انتخاب اور انتخاب کے ذریعے تعیناتی اقتدار کا من مانی استعمال ہے۔ ان حالات میں صوابدیدی بڑی ہوتی ہے۔

اس کے مطابق، منتخب امیدواروں کی فراہمی اور تعیناتی کے حوالے سے سفارشات بذات خود غیر قانونی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ عدالت عالیہ نے نشاندہی کی ہے کہ اختیارات طلب کیے جانے ہیں اور انتخاب دیئے گئے اختیارات کی بنیاد پر کیا جانا ہے۔ ہم یہ نہیں پاتے کہ عدالت عالیہ کی طرف سے مقرر کردہ معیارات قانون میں درست ہیں۔ یہاں تک کہ اگر اختیارات طلب کیے گئے اور دیے گئے، تو حکومت کے لیے امیدواروں کے اختیارات کو قبول کرنا اور اس عہدے پر تعیناتی کرنا لازمی نہیں ہے۔ امیدواروں کا انتخاب مانگنا صرف ایک صوابدیدی معاملہ ہے اور حکومت اس کی بنیاد پر امیدواروں کا انتخاب کرنے کی پابند نہیں ہے۔ ان حالات میں، جن امیدواروں نے درخواست دی، اگرچہ انہوں نے انتخاب کیا ہے، ان کے پاس کوئی حاصل شدہ حقوق نہیں ہیں، جو کسی خاص عہدے پر انتخاب یا تعیناتی کے لیے بہت کم ناقابل عمل اور مطلق حق ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، حکومت کو ان کی ملازمت کی ضرورت اور ضرورت کے لحاظ سے محکموں میں منتخب امیدواروں کی فراہمی کا ایک معروضی اور عقلی طریقہ یا طریقہ تجویز کرنا ہوتا ہے۔ چونکہ معروضی اور عقلی معیار پر عمل نہیں کیا گیا، اس لیے ہم عدالت عالیہ کے منظور کردہ حکم نامے میں مداخلت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

حکومت کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اس حکم میں طے شدہ قانون کی روشنی میں کام کرے۔ یہ ہدایت صرف ان معاملات پر لاگو ہوگی جہاں تقرریاں حتمی نہیں ہوئی ہیں اور زیر التواء معاملات کو اس ہدایت کی روشنی میں نمٹا دیا جائے گا۔

اپیل کو اسی کے مطابق لیکن اخراجات کے حوالے سے کسی حکم کے بغیر نمٹا دیا جاتا ہے۔

اپیل نمٹا دی گئی۔